توحید کی تعریف کریں اس سے معاشرے اور انفرادی زندگی پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں وضاحت کریں۔

اسلام میں عقیدہ توحید کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ انسانیت پر اسلام کا سب سے بڑا احسان عقیدہ توحید ہے۔ جس طرح پورے اسلام کی جان اس کے عقائد ہیں اسی طرح ان عقائد کی جان عقیدہ توحید ہے۔ اسلام جن عقائد و افکار کی بنیاد پر نظام زندگی تعمیر کرنا چاہتا ہے اس کی حقیقی روح توحید ہی ہے۔ اسلام میں ایمان کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے چنانچہ قرآن حکیم میں آخروی نجات حاصل کرنے کے لئے دو چیزوں کو ضروری قرار دیا ہے۔ ایمان اور عمل صالح اور ہر جگہ ایمان کو عمل صالح پر مقدم رکھا گیا ہے۔ اور کئی مقامات پر واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے کہ ایمان کے بغیر اعمال کی کوئی حیثیت نہیں۔ اور ارکان ایمان میں سب سے اہم ایمان باللہ ہے۔ اللہ پر ایمان ہی باقی عقائد پر ایمان کا ضامن ہے۔ اللہ پر ایمان رکھنے سے مراد ہے اس کے وجود کی حقیقت پر یقین کرنا، صرف اسی کو کائنات کا خالق، مالک، رازق، لائق عبادت ماننا اور اس کے سوا کسی اور کو معبود نہ بنانا اس کی ان تمام صفات پر یقین رکھنا جن کا ذکر قرآن حکیم

میں ہے اور یقین رکھنا کہ وہ اپنی صفات اور ذات میں یکتا ہے ۔ اس کی قدرت
لا محدود ہے اس کی قدرت کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہیں ۔ مومن
میں اللہ کا شعور ہر وقت موجود رہنا چاہیے اور اس پر مکمل
بھروسہ رکھنا چاہیے ۔ اور اس بات پر یقین کہ اس کے سوا اس کا کوئی
مددگار
معبود نہیں ۔

توحید کے معنی

خدا کی ظاہری اور باطنی واحدانیت کو اسلام میں لفظ التوحید سے بیان کیا گیا ہے ۔ جو کہ "وحد" سے ماخوذ ہے ۔ جو اتحاد قائم کرنے اور متحد ہونے کے عمل کی طرف دلالت کرتا ہے ۔

اسلامی عقیدہ میں "الہ" سے مراد اللہ ہے اور "لا الہ الا اللہ" یہ اعلان ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے ۔

لفظ "الہ" عربی میں متعدد معنی رکھتا ہے مثال کے طور پر اس کا مطلب ہے

- کسی سے پناہ مانگنا یا کسی سے محبت کا تعلق قائم کر کے امن و ذہنی سکون حاصل کرنا
- آنے والے حادثے کے امکان سے گھبرائے ہوئے کسی کو فوری پناہ کا اور تحفظ فراہم کرنا

۔ کسی سے حد محبت کرنا
۔ کسی کے جذبات کی شدت کی وجہ سے اس کے لئے پورے جذبے سے کوشش کرنا

اس کے لغوی معنی سے بات واضح ہو جاتی ہے کہ لفظ الٰہ اپنے وجود کو جذب کرنے کے لئے ایک ایسی چیز ہے جو انتہائی پر اسرار و پر کشش ہے۔ لہذا اللہ یا الٰہ کا مطلب وہ مولا ہے جس کی عبادت کی جائے۔ ابن القیم (1290-1350) کے مطابق الٰہ سے مراد "مکمل اطاعت کرنا اور اللہ سے محبت" ہے۔

ابن القیم (1290-1350) اور سیبویہ (760-790) کے مطابق اللہ الٰہ سے اخذ شدہ ہے اور فعل کے طور پر اس کے معنی خوف اور آفت کے وقت پناہ مانگنا اور پناہ حاصل کرتے ہیں۔

عقیدہ توحید:

شریعت کے مطابق توحید سے مراد یہ ہے کہ اللہ کو معبود ماننا اور ربوبیت اور الوہیت کی تمام صفات صرف اس کی طرف منسوب کرنا۔

اس بات کو زبان اور سچے دل سے ماننا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا، صفات میں لاثانی، افعال میں بے مثال ہے اللہ کا کوئی ہمسر نہیں وہ صرف عبادت کے لائق ہے اس جیسی خوبیاں کسی میں نہیں وہ کائنات کا خالق و مالک ہے زندگی موت، نفع و نقصان، تندرستی و بیماری غرض تمام چیزوں کا مالک اللہ ہے وہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا

عقیدہ توحید کی اہمیت

اسلام کا سب سے بڑا عقیدہ، عقیدہ توحید ہے۔ جو کہ دیگر عقائد کی بنیاد ہے۔ حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت محمدؐ تک تمام انبیاء کرامؑ نے تعلیم دی کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں غیب اور حاضر ہر چیز کا جاننے والا ہے وہ رحمٰن اور رحیم ہے۔

(سورۃ الحشر: 22)

حدیث مبارکہ ہے۔

"اسلام ایک قلعے کی مانند ہے اور توحید اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے"۔

"اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے: اس بات کی گواہی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور رسول ہیں"۔

(بخاری: 1492)

آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اللہ کی وحدانیت پر یقین لازم ہے
جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ یقین رکھتا تھا اللہ تعالیٰ کے سوا
کوئی معبود نہیں، وہ جنت میں داخل ہو گا
(صحیح مسلم)

جب ہر چیز کا خالق و مالک اللہ عزوجل ہے تو اور پوری کائنات میں تمام مخلوقات
اس کے حکم کی تابع ہے اس لئے انسان کے لئے بھی ضروری ہے کہ اللہ کے سامنے جھکے
کیونکہ دنیا اور آخرت کی کامیابی عقیدہ توحید پر ہے۔
توحید کی ضد میں شرک ہے۔ شرک کے معانی حصہ داری اور ساجھے پن کے
ہیں اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد اللہ کی ذات وصفات اور افعال میں
کسی کو شریک ٹھہرانا یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں شرک کو ظلم عظیم کہا
گیا ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بے شک شرک بڑا ظلم ہے
(سورۃ لقمان: 13)

بے شک اللہ چاہے تو تمام گناہ معاف کر دے گا لیکن شرک کو معاف نہیں کرے گا
(سورۃ النساء:)

عقیدہ توحید کی اقسام

توحید کی تین اقسام ہیں۔ توحید فی الذات، توحید فی الصفات، اور توحید فی الافعال۔

توحید فی الذات:

توحید بالذات سے مراد ہے کہ اللہ صرف اور صرف ایک ہے خدا تعالیٰ کا کوئی خاندان، قبیلہ یا برادری نہیں ہے۔ نہ کوئی باپ ہے نہ کوئی بیٹا، نہ کوئی ہمسر اور نہ ہی اللہ عزوجل کو کسی معاون کی ضرورت ہے۔

توحید فی الذات کے حوالے سے سورۃ اخلاص کو بنیادی ~~حیثیت~~ اہمیت حاصل ہے۔ اس سورۃ میں اللہ نے اپنی واحدنیت کا ذکر کیا ہے۔

قل ھو اللہ احد۔ اللہ الصمد۔ لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہٗ کفواً احد۔

کہہ دیجئے اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ اور نہ وہ کسی سے اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

ذات الٰہی زمان، مکان، جہت، جسم، شکل، تاثر، اور انتقال مقام سے کامل طور پر پاک ہے۔ وہ واجب الوجود ہے۔ یعنی ایک

ایسا وجود ہے۔ جو ہمیشہ سے تھا اور رہے گا اللہ ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا جیسا
کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ھو الاول والاخر والظاھر والباطن

وہی اول ہے وہی آخر ہے وہ ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی۔

اللہ کی ذات ہر جگہ موجود ہوتی ہے۔

ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو یا پانچ آدمیوں کے درمیان سرگوشی ہو اور ان میں چھٹا اللہ نہ ہو سرگوشی کرنے والے خواہ اس سے کم ہوں یا زیادہ جہاں کہیں بھی ہونگے اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے

(سورۃ المجادلہ: ۷)

(ii) توحید فی الصفات

توحید بالصفات سے مراد یہ ہے کہ جو صفات رب العزت کی ذات اقدس میں موجود ہیں وہ صفات صرف رب کریم کے لئے ہی ہیں یہ صفات کسی اور میں موجود نہیں ہیں۔

اسلام نے صفات الٰہیہ کا جو تصور دیا وہ جلال و اکرام والی ذات الٰہیہ کے شایان شان ہے جیسے ذات الٰہیہ بے مثال ہے ویسے ہی صفات الٰہیہ بے

بے مثال ہے۔ اللہ کی صفات سب سے برتر اور اعلیٰ ہے اللہ کی صفات اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور لامحدود ہیں اللہ کی کسی صفت کی وسعت اور گہرائی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ وہ خالق (پیدا کرنے والا) رب (پالنے والا) ہے۔ رحیم (رحم کرنے والا) رحمان (بے حد رحم کرنے والا) الودود (پیار کرنے والا) الوھاب (بہت عطا کرنے والا) الجبار (جبروت والا) القہار (غالب)، المتکبر (بڑائی دکھانے والا)، البصیر (دیکھنے والا)، الحکیم (حکمت والا)، القیوم (قائم رہنے والا) ہے وہ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔

ان اللہ علی کل شی قدیر

بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وہ جس نے بہت خوب بنایا جس چیز کو بھی بنایا اور ابتداء فرمائی انسان کی تخلیق گارے سے پھر پیدا کیا اس کی نسل کو ایک جوہر سے یعنی حقیر پانی سے پھر اس کو درست فرمایا اور پھونک دی اس میں اپنی روح۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں زندہ ہے سب کا تھامنے والا، نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند،
آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے
ہاں سفارش کر سکے، تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے اور سب اس کی معلومات
میں کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا اللہ چاہے، اس کی کرسی سب آسمانوں اور
زمین پر حاوی ہے اور اللہ کو ان دونوں کی حفاظت کچھ گراں نہیں گزرتی اور
وہی سب سے برتر عظمت والا ہے۔
(سورۃ البقرہ: 255)

(iii) توحید فی الافعال

توحید فی الافعال سے مراد کہ اللہ تنہا اس کائنات کا مالک ہے صرف اس کا
اس پوری کائنات میں تصرف ہے کوئی اس کے افعال میں نہ اس کا شریک کار ہے اور نہ
مددگار۔

لہ ملک السموات والارض یحیی و یمیت وھو علی کل شی قدیر
آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کے لئے ہے وہ زندہ کرتا ہے اور
مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
(سورۃ الحدید: 2)

يولج الليل في النهار و يولج النهار في الليل
وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں ملا دیتا ہے
(سورۃ الحدید : 6)
انما امرہ اذا اراد شیأ ان یقول لہ کن فیکون
بے شک وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے فرماتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔
(سورۃ لیٰس : 81)

عقیدہ توحید کے اثرات

جب عقیدہ توحید فکر و نظر کا جز بن کر وجود میں سرایت کرتی ہے تو یہ طرزِ عمل کو خاص رخ کی طرف موڑ دیتا ہے۔ جس کی بدولت انفرادی اور اجتماعی سطح پر مختلف قسم کے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

(i) انفرادی زندگی پر اثرات:

(i) خودداری اور عزتِ نفس:

عقیدہ توحید انسان میں اعتدال درجے کی خودداری اور عزتِ نفس پیدا کرتا ہے۔ عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا شخص جانتا ہے

کہ صرف ایک خدا تمام طاقتوں کا مالک ہے اس کے سوا کوئی نفع یا نقصان پہنچانے والا
نہیں کوئی صاحب اختیار اور با اثر نہیں۔ کوئی مارنے اور زندگی دینے
والا نہیں یہ علم اور یقین اس کو خدا کے سوا تمام قوتوں سے بے نیاز اور
بے خوف کر دیتا ہے۔ اس کی گردن کسی مخلوق کے سامنے نہیں جھکتی اس کا ہاتھ
کسی کے آگے نہیں پھیلتا اس کے دل میں کسی کی بزرگی کا سکہ نہیں بیٹھتا یہ صفات
سوائے عقیدہ توحید کے کسی اور عقیدے سے پیدا نہیں ہو سکتیں۔ شرک
اور کفر کی لازمی خصوصیات یہ ہیں کہ انسان مخلوقات کے آگے جھکے
ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھے ان سے خوف کھائے اور انہی سے امیدیں رکھیں
جیسا کہ اقبال اپنی شاعری میں لکھتے ہیں۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نو امیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

بقول پیر نصیر الدین نصیر

قدرت ہے اسی کو اقتدار اس کا ہے
اجرائے قضا میں اعتبار اس کا ہے
تو کون ہے فیصلہ سنانے والا
عزت؟ ذلت پہ اختیار اس کا ہے

محبت الٰہی :-

عقیدہ توحید کی وجہ سے جہاں انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرتا ہے وہاں وہ خود خالق ارض و سماء سے بھی بڑھ چڑھ کر محبت کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله

وہ لوگ جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

(سورۃ النور: 37)

اس حوالے سے سورۃ البقرۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں۔

(سورۃ البقرہ: 165)

علامہ اقبال ہند سا ورد سے اس رجحان کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

خودی کا سرِ نہاں لا الہ الا اللہ
خودی ہے تیغ فساں لا الہ الا اللہ
یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الہ الا اللہ

(11) شجاعت واستقامت

توحید پر ایمان رکھنے والا بہادر اور جری ہوتا ہے۔ انسان کو بزدل بنانے والی دو
چیزیں ہیں ایک تو جان و مال اور بچوں کی محبت اور دوسرے یہ خیال کہ خدا کے سوا کوئی
مارنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ توحید کا عقیدہ ان چیزوں سے دل کو پاک کر دیتا ہے۔ پہلی
چیز تو اس لئے نکل جاتی ہے کہ اس کا قائل اپنی جان و مال اور ہر چیز کا مالک خدا تعالیٰ کو
سمجھتا ہے۔ اور اس کی خوشنودی کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ دوسری
چیز اس وجہ سے باقی نہیں رہتی کہ توحید کا عقیدہ رکھنے والے کے نزدیک جان لینے کی قدرت کسی انسان
حیوان، توپ، تلوار میں نہیں اس کا اختیار صرف خدا کو ہے اس نے جو وقت مقرر کیا ہے۔
اسی وقت پر موت آتی ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ پر ایمان رکھنے والے سے زیادہ کوئی بہادر نہیں ہوتا۔

لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون

نہ انہیں کوئی ڈر رہے گا نہ وہ غمگین ہوں گے

(سورۃ البقرہ: 262)

جب وہ خدا کی راہ میں لڑنے کے لئے نکلتا ہے تو وہ دس گنا طاقت کا بھی منہ پھیر دیتا ہے۔ تاریخ اسلام
میں جس طرح مسلمانوں نے تھوڑے بدر کے موقع پر 313 کے لشکر نے ہزاروں کے لشکر کو شکست دے دی۔
بقول اقبال:

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے ۔ دنیا کی ہر چیز اس سے ڈرتی ہے (حدیث)

مومن ہے تو بے تیغ لڑتا ہے سپاہی

(۱۱) **قناعت اور بے نیازی:**

عقیدہ توحید سے انسان میں قناعت اور بے نیازی کی شان پیدا کر دیتا ہے حوس و حرص اور رشک و حسد کے رکیک جذبات اس کے دل سے نکال دیتا ہے عزت اور طاقت ، ناموری حکومت سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے ۔ وہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے زیادہ دے جس کو چاہے کم ۔ اس کے مقابلے میں کافر اور مشرکین اپنی کامیابی اور ناکامی کو اپنی کوششوں اور دنیوی طاقتوں کی مخالفت یا مدد پر موقوف سمجھتے ہیں ۔ اس لئے حرص کا غلبہ رہتا ہے ۔ کامیابی حاصل کرنے کے لئے رشوت ، خوشامد ، سازش ہر قسم کے بدترین ذرائع اختیار کرتے ہیں ۔

جیسا کہ اقبال اپنی شاعری میں لکھتے ہیں کہ خدا کی ذات پر یقین مومن کے لئے لازم ہے ۔ کیونکہ اس سے

یقین پیدا کر اے ناداں ، یقیں سے ہاتھ آتی ہے

وہ درویشی ، کہ جس کے سامنے جھکتی ہیں فغفوری

(۷) **صبر و توکل:**

ایمان باللہ اور توحید خالص انسان میں صبر و توکل پیدا کرتی ہے صبر و توکل

کے یہ معنی نہیں کہ مومن کوشش اور سعی کو چھوڑ دیتا ہے اور ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ جاتا ہے
بلکہ وہ جانتا ہے بلکہ وہ جانتا ہے کہ اچھے مقاصد کے لیے سعی پیہم اللہ کی خوشنودی کا
سبب ہے جب وہ دنیا میں بڑے کام سر انجام دینے کے لئے اٹھتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ میری
پشت پر زمین و آسمان کے بادشاہ کی قوت ہے۔ اسی قوت کا کوئی مقابلہ کر نہیں سکتا۔

ان اللہ مع الصبرین

بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

(البقرۃ: 153)

توکل کے حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وعلی اللہ فلیتوکل المومنون

اور مومنوں کو اللہ پر ہی توکل کرنا چاہیئے

(آل عمران: 122)

منہ غیر سے موڑ کر تعلق دیکھو
ہر چیز سے توڑ کر تعلق دیکھو
اٹھ جائے گا دل سے ماسوی اللہ کا خوف
اللہ سے جوڑ کر تعلق دیکھو

(نعیم الدین نصیر)

۱۷) احتساب اعمال کا احساس

عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا شخص اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوتا ہے کہ وہ تنہائی میں ہو یا اجتماع میں اللہ کی ذات ہر وقت اسے دیکھ رہی ہے۔ اس لئے وہ خوف خدا سے اپنے ہر اعمال کو خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایمان باللہ کا یقین انسان کے دل میں اس عقیدہ کو پختہ کرتا ہے کہ روز محشر اس کے ہر عمل کا حساب لیا جائے گا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِن تبدو ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ

تمہارے دلوں میں جو کچھ ہے تم اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ تم سے اللہ ان کا حساب لے گا

(سورۃ البقرہ - 284)

اس طرح عقیدہ توحید سے انسان میں نیکیاں کرنے اور برائیوں سے دور رہنے کا میلان پیدا ہوتا ہے

(عجز و نیاز

اللہ پر ایمان سے پیدا ہونے والی خودداری انسان کو متکبر نہیں بناتی بلکہ وحدہٗ لا شریک پر ایمان رکھنے سے خودداری اور عجز و انکساری ہم آہنگ ہو جاتی ہے۔ وہ جانتا ہے اللہ جل شانہ کی طاقت کے سامنے وہ بے بس ہے اللہ کی حکومت سے نکلنا اس کے بس کی بات نہیں وہ کیا تمام کائنات اس کی محتاج ہے۔ ایمان باللہ پر یقین رکھنے والے شخص

میں خودی ایسی ہوتی ہے۔ جو علم سے بھی محکم ہوتی ہے۔ اور عشق سے بھی یعنی اس میں عقلی و روحانی ہر قسم کی قوتیں مجتمع ہوتی ہیں بزبان اقبال۔

خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبریل
ہو اگر عشق سے محکم تو صورِ اسرافیل

(viii) **اعلیٰ نصب العین**

توحید پر ایمان رکھنے والے کا نصب العین بہت اونچا اور اس کے تصورات بہت اعلیٰ ہوتے ہیں اس کا نصب العین دنیوی مال و متاع حاصل کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسے کام کرتا ہے جن سے اس کی آخرت سنور جائے وہ خدمت خلق کر کے اللہ کی رضا حاصل کرنا چاہتا ہے۔

اقبال اپنی شاعری میں ایسے مرد مومن کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہیں کہ اس کی محبت و کدورت سب خدا کے لئے ہوتی ہے اس کا ہر قدم دوسروں کے مفاد عامہ اور خدمت خلق کے لئے ہوتا ہے اس ہر عمل بے لوث بے غرض ہوتا ہے اس لئے اپنائے زمانہ کے لئے اس کا وجود خدا کی رحمت ثابت ہوتا ہے۔

اس کی امیدیں قلیل، اس کے مقاصد جلیل
نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو

اس کی ادا دلفریب، اس کی نگہ دلنواز
رزم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاکباز

اجتماعی اثرات

عقیدہ توحید کا اجتماعی زندگی پر بھی گہرا اثر ہوتا ہے انسانی معاشرت کی بنیاد کامل عدل اور صحیح مساوات پر قائم ہے اور کامل عدل اور صحیح مساوات وحدت الٰہ اور وحدت آدم کے بغیر ناممکن ہے۔ موجودہ دور میں اقوام وطن پرستی اور قوم پرستی میں مبتلا ہے۔ وطن پرستی کے لیے میں فرد اپنے وطن کا ساتھ دیتا ہے خواہ وہ حق پر ہو یا باطل پر اس طرح قوم پرستی موجودہ دور کا شرک ہے۔ اسلام میں وطنیت کا تصور موجودہ دور کے وطنیت کے تصور سے مخالف ہے۔ جیسا کہ اقبال اپنی شاعری میں لکھتے ہیں۔

گفتار سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشاد نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

قوم پرستی نے نصف صدی میں تاریخ انسانی کی ہولناک ترین جنگوں کو جنم دیا ہے اور آج بھی انسانیت کے لیے سب سے خطرہ ہے۔ اس خطرے کے پیش نظر دنیا کے سوچنے سمجھنے والے لوگ عالمی ریاست کی حمایت کرتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ یہ ساری کوشش اس وقت بے کار ہے جب تک انسانیت وحدت الٰہ اور وحدت آدم پر اعتقاد نہیں کرتی جیسا کہ رشتہ صرف ایک صورت میں ہو سکتا

ہے۔ جب سب انسان خدا کی حاکمیت کو تسلیم کریں۔ ساری دنیا کے لوگ عقیدہ توحید پر ایمان لائیں

؎ وقت فرصت کہاں ہے کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

جب عقیدہ توحید کی روشنی ساری دنیا میں پھیلے گی سب لوگ اس پر عمل پیرا ہونگے تو انسانوں میں وحدت پیدا ہوگی۔ کیونکہ عقیدہ توحید انسانوں میں اتحاد پیدا کرتا ہے۔ اور باقی تمام تفرقات کا خاتمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا وکنتم علی شفا حفرۃ من النار فانقذکم منھا

اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور پھوٹ نہ ڈالو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جبکہ تم آپس میں دشمن تھے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم آپس میں اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور پھر تم آگ کے گڑھے کے کنارے تھے تم کو اس سے بچا لیا دی۔

توحید انسان کو آدم کی قوت اور مساوات کا درس دیتی ہے خدا ایک ہے اس ایک کو

خدا نے آدم ؑ و حوا کو پیدا کیا سب انسان انکی اولاد ہے سب ایک ماں باپ کی اولاد ہے تو ظاہر ہے کہ سب رشتہ اخوت میں باہم منسلک ہیں اور سب بحیثیت انسان مساوی ہے۔ کسی وجہ سے رنگ، نسل، وطن، زبان پر کسی کو برتری حاصل نہیں

انما المومنون اخوۃ

بے شک مسلمان آپس میں بھائی ہیں

(الحجرات: ۱۰)

اس طرح توحید سے ایک عالمگیر معاشرہ وجود میں آئے گا اور یہ معاشرہ عالمی امن کا سبب بن سکتا ہے۔

اجتماعی سطح پر عقیدہ توحید سے حقوق و فرائض کا احساس اور دوسرے نظام احتساب یعنی دنیا اور آخرت میں احتساب کا احساس پیدا ہوگا جس کی وجہ سے وہ ہر ایسے کام سے بچے گا جو معاشرے میں بدامنی، حقوق تلفی، ظلم و بربریت کی وجہ بنے گا جس سے پر سکون معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔